شرح دعاء قنوت وتر

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

ترجمہ عبد الرحمٰن ضیاء قاضی

دار ضیاء العلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشاعت اول – صفر 1437 ہجری

فہرست

مقدمہ ازمترجم 04

حدیث 06

شرح 07

اللَّهُمَّ اهْدِنِی فِيمَنْ هَدَيْتَ 07

وَعَافِنِی فِيمَنْ عَافَيْتَ 09

وَتَوَلَّنِی فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ 10

وَبَارِكْ لِی فِيمَا أَعْطَيْتَ 11

وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَيْتَ 14

إِنَّكَ تَقْضِی وَلاَ يُقْضَى عَلَيْكَ 16

وَإِنَّهُ لاَ يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلاَ يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ 16

وَلاَ يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ 18

تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ 19

مقدمہ ازمترجم

الحمد لله نستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ) (يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا) (يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا - يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا)

أما بعد من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له إن أصدق الحديث كتاب الله وأحسن الهدى هدى محمد وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار.

شریعت اسلامیہ میں دعاء کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے. شریعت میں دعاء کو مستقل عبادت کا درجہ دیا گیا ہے. حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " دعاء ہی عبادت ہے " پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایت پڑھی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (غافر – 60) " اور تمہارے رب نے فرمایا : مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کروں گا " (سنن ابن ماجة ح 3828)

ہمیں چاہیے کہ ہم مسنون دعائیں اور اذکار خود بھی یاد کریں اور اپنے اہل و عیال کو بھی اس کا حکم دیں اور مختلف اوقات مثلاً صبح و شام , طہارت , معاملات , خوشی و غمی , جنات و شیاطین سے بچاؤ

وغیرہ کی دعاؤں کو جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان کا اہتمام کریں اور ان دعاؤں کو جو صحیح حدیث سے ثابت نہیں جو لوگوں میں تو مشہور ہوچکی ہیں مگر ضعیف یا من گھڑت روایات پر مبنی ہیں ان سے اجتناب کیا جائے.

مسنون دعاؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء قنوت وتر بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو سکھائی.

اس دعاء کی شرح معروف عالم دین فضلیۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے کی جو مختصر مگر جامع اور نہایت مفید شرح ہے.

شرح کی افادیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے. اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے. احباب سے التماس ہے کہ جہاں بھی غلطی پائیں اس سے ضرور مطلع کریں.

کتبہ ابوہشام عبدالرحمن ضیاء قاضی

بتاریخ 19 صفر 1437 ہجری , الریاض

حديث

قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضى الله عنهما عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ " اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلاَ يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لاَ يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلاَ يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ "

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کلمات تعلیم فرمائے جنہیں میں وتر میں کہا کروں " اے اللہ جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے اور جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ عافیت دے اور جن کا تو ولی (دوست) بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی ولی بن اور جو نعمتیں تو نے عنایت فرمائی ہیں ان میں مجھے برکت دے۔ اور جو فیصلے تو نے فرمائیں ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ بلاشبہ فیصلے تو ہی کرتا ہے , تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ اور جس کا تو ولی اور محافظ ہو وہ کہیں ذلیل نہیں ہوسکتا۔ اور جس کا تو مخالف ہو وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا بڑی برکتوں والا ہے ہمارے رب بہت بلند و بالا ہے "

(مسند أحمد ح 1718 سنن النسائي ح 1746)

شرح

(اللَّهُمَّ اهْدِنِى فِيمَنْ هَدَيْتَ)

"اے اللہ جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے"

یعنی تو مجھے حق دکھا اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرما کیوں کہ نفع بخش اور مکمل ہدایت وہ جس میں اللہ تعالی بندے کے لیے علم اور عمل کو جمع کردیں , اس لیے کہ ہدایت عمل کے بغیر نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ ہے , کیوں کہ اگر انسان اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے تو اس کا علم اس پر وبال ہوتا ہے.

بغیر عمل کے علم کی ہدایت کی مثال :

اللہ تعالی فرماتا ہے " ہم نے ثمود کو راہ راست دکھائی مگر انہوں نے ہدایت کے بجائے اندھا پن ہی اختیار کیا" (سورہ فصلت - 17) یعنی ہم نے ان کے لیے راستہ واضح کیا اور ان تک علم پہنچایا لیکن انہوں نے (اللہ کی پناہ) ہدایت کے بجائے اندھا پن ہی اختیار کیا.

اسی طرح ہدایت میں سے علم اور حق کے بیان کی وضاحت , اللہ تبارک وتعالی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے "یقینا تم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کررہے ہو" (سورة الشورى - 52)

یعنی سیدھا راستہ لوگوں کو دکھاتے اور بتاتے ہو. اور وہ ہدایت جو توفیق کے معنی میں ہے اس کی مثال اللہ تبارک وتعالی کا یہ قول " تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے " (سورة القصص 56) یہاں ہدایت سے مراد عمل کی توفیق دینا ہے. چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو نیک عمل کرنے کی توفیق کبھی بھی نہیں دے سکتے اور اگر دے سکتے تو اپنے چچا ابو طالب کو ہدایت دیتے حلانکہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی ہدایت کے لیے بڑی کوشش کی حتی کہ ان کی وفات کے وقت یہاں تک فرمایا " اے چچا ! ایک کلمہ لا اله الا الله پڑھ لیجیے تاکہ میں اس کلمہ کو اللہ کے پاس بطور حجت کے پیش کرسکوں " (مگر اللہ تعالی کا یہ فیصلہ ہوچکا تھا کہ وہ جہنم والوں میں سے ہے , اللہ کی پناہ) چنانچہ ابو طالب نے لا اله الا الله نہیں کہا اور آخری بات یہ کہی کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے. (صحيح مسلم ح 24) لیکن اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی کہ ان کے لیے شفاعت کریں اس لیے نہیں کہ وہ آپ کے چچا تھے بلکہ اس لیے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دفاع کیا تھا, پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے لیے شفاعت کی جس کی وجہ سے وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اور ان کے پیروں پر آگ کی جوتیاں ہونگی جن سے ان کا دماغ کھولے گا اور یہ جہنمیوں میں سب سے کم عذاب ہے.رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ جہنم کے بالکل نچلے حصے میں ہوتے "(صحيح البخاري ح 3883 صحيح مسلم 531)

واضح رہے کہ جب ہم دعاء قنوت میں یہ کہتے ہیں (اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ) " اے اللہ جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے " تو دونوں ہدایتیں طلب کرتے ہیں , علم کی ہدایت اور عمل کی ہدایت جیسا کہ سورہ الفاتحہ میں طلب کرتے ہیں " ہمیں سیدھا راستہ دکھا " تو اس میں دونوں ہدایتیں شامل ہیں , علم کی ہدایت اور عمل کی ہدایت. لہذا پڑھنے والے کو چاہیے کہ پڑھتے وقت یہ دھیان رکھے کہ وہ دونوں ہدایتوں کا سوال کررہا ہے , علم کی ہدایت اور عمل کی ہدایت.

(فِيمَنْ هَدَيْتَ)" جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے " اس میں اللہ تبارک وتعالی کے اس انعام کا وسیلہ ہے جو اپنے ہدایت یافتہ بندوں پر کیا ہے کہ ہمیں بھی ہدایت کی نعمت سے نواز دے. یعنی ہم بھی تجھ سے ہدایت طلب کرتے ہیں اس لیے کہ یہ آپ کی رحمت و حکمت اور فضل و کرم کا تقاضا ہے کیونکہ ہم سے پہلے دوسرے لوگوں کو بھی آپ ہدایت سے نواز چکے ہیں.

(وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ)

" جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ عافیت دے " دلی بیماریوں اور جسمانی بیماریوں سے مجھے عافیت دے. اے میرے بھائی آپ کو چاہیے کہ دعاء کرتے وقت ذہن میں رکھیں کہ اللہ آپ کو بدن اور دل دونوں قسم کی بیماریوں سے عافیت دے کیوں کہ دل کی بیماریاں بدن کی بیماریوں سے بہت بڑی ہیں. اسی لیے ہم دعاء قنوت میں یہ بھی کہتے ہیں " ہماری مصیبت ہمارے دین کے بارے میں نہ ہو" (سنن الترمذي 3502 صحيح الجامع 1268)

بدن کی بیماریاں معروف ہیں لیکن دل کی بیماریاں دو طرح کی ہیں :

پہلی شہوات کے متعلق بیماریاں جس کا سبب خواہشات ہیں.

دوسری : شبہات کی بیماریاں جس کا سبب جہالت ہے.

پہلی شہوات کی بیماریاں جس کا سبب خواہشات ہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان حق کو پہچانے مگر اس کو اس لیے نہیں قبول کرتا کیوں کہ حق جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس کی خواہشات اس کے خلاف ہیں.

دوم- شبہات کی بیماریاں جس کا سبب جہالت ہے , کیوں کہ جاہل ایک غلط کام کرتا ہے اور اسے حق سمجھتا ہے یہ بہت خطرناک بیماری ہے.

تو آپ اللہ تعالی سے جسمانی اور دلی دونوں بیماریوں سے عافیت طلب کرتے ہیں جو شبہات اور خواہشات کی بیماریاں ہیں.

(وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ)

"اور جن کا تو ولی (دوست) بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی ولی بن"

یعنی ہمارا ولی (دوست) بن جا , واضح رہے کہ ولایت دو قسم کی ہے : خاص اور عام.

خاص ولایت مومنوں کے لیے خاص ہے جسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا " اللہ تعالی مومنوں کا ولی ہے وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جنھوں نے کفر کیا ان کا ولی طاغوت ہے وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف لے جاتا ہے " (سورة البقرة 257) تو آپ اللہ تعالی سے اس خاص ولایت کا سوال کرتے ہیں جو اس شخص کے لیے اللہ عزوجل کی توفیق اور عنایت کی متقاضی ہے. جسے اللہ نے اپنا ولی بنایا اور اس سے راضی ہوا اور اس سے محبت کی.

اور عام ولایت ہر کسی کے لیے ہے , اللہ ہر کسی کا ولی (نگہبان) ہے , جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا " یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو موت کا وقت آتا ہے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور کوتاہی نہیں کرتے "(سورة الأنعام 61) یہ تو ہر کسی کے لیے عام ہے , پھر آگے فرمایا " پھر سب کے سب اپنے حقیقی آقا کی طرف واپس بلائے جائیں گے " (سورة الأنعام 62)

لیکن جب ہم یہ کہتے ہیں کہ " اے اللہ ہمیں اپنے اولیاء میں شمار کر " یا " ہمارا ولی بن جا " تو ہم اس سے خاص ولایت چاہتے ہیں جس سے مراد ا اللہ تعالی کی عنایت اور توفیق جن سے وہ راضی ہے اور محبت کرتا ہے.

(وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ)

" جو نعمتیں تو نے عنایت فرمائی ہیں ان میں مجھے برکت دے "

برکت سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو ثابت اور قائم ہو, علماء کے نزدیک یہ لفظ (برکه) سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں وسیع تالاب جس میں پانی جمع ہوتا ہے جس کا پانی بہت زیادہ ہو اور ثابت ہو. تو برکت کا معنی کثیر اور دائمی خیرات اسطرح معنی یہ ہے کہ جو تم نے عطا کیا اس میں برکت نازل فرما.

(فِيمَا أَعْطَيْتَ) " جو تو نے عنایت فرمایا " یعنی مال , اولاد اور علم وغیرہ جو اللہ عزوجل نے عطا کیا. تو ہم اللہ سے اس میں برکت طلب کرتے ہیں کیوں کہ اللہ تبارک وتعالی اگر اس میں برکت عطا نہ کرے جو اس نے تمہیں دیا ہے تو اس کی بہت سی خیر سے محروم رہ جاو گے.

کتنے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بہت مال ہے مگر ان کا شمار فقیروں میں ہوتا ہے کیوں کہ وہ اپنے مال کو صرف جمع کرتے ہیں اور اس سے مستفید نہیں ہوتے یہ برکت اٹھ جانے کی اقسام میں سے ہے.

بہت سارے لوگ ہیں جن کی اولاد ہے لیکن ان کی اولاد انہیں فائدہ نہیں دے رہی ہے کیونکہ وہ نافرمان ہیں تو گویا ایسے لوگوں کی اولاد میں برکت عطا نہیں کی گئی.

بہت سارے لوگوں کو اللہ نے بہت علم دیا مگر وہ امی (ان پڑھ) کے قائم مقام ہیں. اسکی عبادت , اخلاق اور سلوک اور لوگوں کے ساتھ تعامل میں اس کے علم کا اثر ظاہر نہیں ہوتا. بلکہ بسا اوقات وہ علم کی وجہ سے اللہ کے بندوں پر تکبر کرتا ہے اور اپنی بلندی ظاہر کرتا ہے اور انہیں حقیر سمجھتا

ہے. کیا ایسے شخص کو معلوم نہیں کہ جو علم کی نعمت اسے ملی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے. ایسے شخص کے علم سے لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے نہ ہی تدریس اور نصیحت کے ذریعے اور نہ ہی کتابت کے ذریعے بلکہ وہ شخص صرف اپنے میں ہی رہتا ہے ہے بلاشبہ یہ عظیم محروم ہے. حلانکہ علم بندے کے لیے اللہ تعالی کا سب سے بابرکت عطیہ ہے کیوں کہ علم اگر دوسروں کو سیکھاو گے اور لوگوں میں پھیلاو گے تو کئی اعتبار سے تم اجر پاو گے :

1- تمہارا علم کو پھیلانا اللہ عزوجل کے دین کو پھیلانا ہے اس طرح تم اللہ کی راہ میں مجاہدوں میں سے ہوگے کیوں کہ تم دلوں کو علم کے ذریعے فتح کرتے ہو جیسے مجاہدین اسلحہ و ایمان کے ساتھ ملکوں کو فتح کرتے ہیں.

2- علم اور تعلیم کے پھیلانے کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ عزوجل کی شریعت کی حمایت و حفاظت ہے کیونکہ اگر علم نہ ہوتا تو شریعت محفوظ نہ ہوتی.

3- علم کے پھیلانے کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ جسے تم سیکھا رہے ہو اس پر احسان کر رہے ہو کیونکہ تم اسے اللہ عزوجل کے دین میں رہنمائی کرتے ہو اور وہ جب اللہ کی عبادت بصیرت کے ساتھ کرے گا تو تمہارے لیے بھی اسی طرح اجر ہوگا کیونکہ جو خیر کی طرف رہنمائی کرتا ہے اسے بھی بھلائی کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے.

4- علم کے پھیلانے اور تعلیم سے علم بڑھتا ہے , عالم کا علم اس وقت بڑھتا ہے جب وہ لوگوں کو تعلیم دے کیوں کہ جو علم اس نے یاد کیا ہے اسکی مراجعت ہوتی ہے اور جو یاد نہیں اس کے لیے دروازہ کھلتا ہے جیساکہ کہنے والے نے کہا :

يزيد بكثرة الانفاق منه

ويتقص ا ن به كفا شددتا

علم ایسی چیز ہے جو کثرت سے خرچ کرنے سے زیادہ ہوجاتا ہے

اور اگر ہاتھ بند کر لو تو کم ہو جاتا ہے

(یعنی جب علم کو روکے رکھو گے اور اس کی تعلیم نہ دو گے تو وہ گھٹ جائے گا)

(وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ)

"جو فیصلے تو نے فرمائیں ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ"

اللہ عزوجل خیر اور شر کے فیصلے کرتے ہیں. اللہ کا خیر کا فیصلہ خیر محض ہوتا ہے فیصلہ کے لحاظ سے بھی اور جس کے لیے فیصلہ کیا گیا اس کے لحاظ سے بھی.

خیر کے فیصلے کی مثال : لوگوں کے لیے رزق میں وسعت , امن , اطمینان , ہدایت اور نصرت کا فیصلہ وغیرہ , فیصلہ کے اعتبار سے بھی خیر ہے اور جس کے لیے فیصلہ کیا گیا ہے اس کے اعتبار سے بھی خیر ہے.

شر کے فیصلے کی مثال : فیصلہ کے اعتبار سے تو خیر کا ہوتا ہے اور جس کے لیے فیصلہ کیا گیا ہے اس کے اعتبار سے شر ہوتا ہے. اس کی مثال قحط سالی یہ تو شر ہے مگر اللہ کا فیصلہ خیر ہے. قحط سالی کس طرح خیر ہے؟ اگر کہنے والا کہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے قحط سالی مسلط کرنے سے جانور مرجاتے ہیں اور کھیت تباہ ہوجاتے ہیں تو اس میں خیر کا کیا پہلو ہے؟

تو ہم کہیں گے اللہ سبحانہ وتعالی کے اس قول پر دھیان دیں" لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے تاکہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے اور شاید کہ وہ پلٹ آئیں " (سورة الروم - 41) تو اس فیصلے کا ایک اچھا مقصد ہے کہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالی کی نافرمانی کو چھوڑ کر اس کی فرمانبرداری کی طرف پلٹیں , تو اس طرح جس چیز کا فیصلہ کیا گیا وہ تو شر ہے البتہ فیصلہ خیر رہا.

اس طرح یہاں پر لفظ " ما " اسم موصول ہے جس کا معنی ہے جو فیصلے تو نے فرمائیں ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ , کیوں کہ اللہ تعالی شر کا فیصلہ کسی بڑی حکمت کے پیش نظر کرتا ہے. اور یہاں پر " ما " مصدریہ نہیں یعنی "تیرے فیصلے کے شر" بلکہ اسم موصول ہے

(الذي) "جو" کے معنی میں کیوں کہ اللہ کے فیصلے میں شر نہیں. اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی تعریف میں فرمایا" خیر ساری کی ساری تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں " (صحيح مسلم ح 771) اسی لیے شر کی نسبت اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف نہیں کی جاتی ہے.

(إِنَّكَ تَقْضِي وَلاَ يُقْضَى عَلَيْكَ)

"فیصلے تو ہی کرتا ہے , تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا"

اللہ عزوجل ہی شرعی اور کونی فیصلے فرماتے ہیں. چنانچہ اللہ تعالی ہر چیز کا اور ہر چیز پر فیصلہ فرماتے ہیں کیوں کہ فیصلہ کے سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں.

(وَلاَ يُقْضَى عَلَيْكَ) "تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہوتا"

کیونکہ اللہ پر بندوں کا حکم نہیں چلتا بلکہ بندوں پر اللہ تعالی کا حکم چلتا ہے. بندوں سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اللہ سے نہیں پوچھا جا سکتا" وہ اپنے کاموں کے لیے کسی کے آگے جواب دہ نہیں اور سب جواب دہ ہیں" (سورة الأنبياء 23)

(وَإِنَّهُ لاَ يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلاَ يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ)

"اور جس کا تو ولی اور محافظ ہو وہ کہیں ذلیل نہیں ہوسکتا"

یہ جملہ اسی طرح ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے (وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ) " اور جن کا تو ولی (دوست) بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی ولی بن " جب اللہ تعالی انسان کا ولی بن جاتا ہے تو اسے ذلیل نہیں کیا جاسکتا اور جب اللہ تعالی کسی انسان سے دشمنی کریں تو اسے عزت نہیں مل سکتی.

لہذا اس کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ سبحانہ وتعالی سے عزت طلب کریں اور اس کا سہارا لیکر ذلت سے بچیں کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ شخص ذلیل ہو جس کا ولی (دوست) اللہ تعالی ہو. لہذا ضروری یہ ہے کہ یہ ولایت حاصل کی جائے. اور یہ ولایت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟

یہ ولایت دو صفات کی بنیاد پر حاصل کی جاسکتی ہے جن کی وضاحت اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں کردی ہے. فرمایا " سنو جو اللہ کے اولیاء ہیں ان کے لیے رنج وخوف نہیں جو ایمان لائے اور تقوی اختیار کیا" (سورة يونس 63 - 64) , ایک صفت تو دل میں ہے اور دوسری ظاہری اعضاء میں چنانچہ (الذين ءامنوا) جو" ایمان لائے " دل کی صفت ہے (وكانوا يتقون) " تقوی اختیار کیا " اعضاء کی , پھر اگر دل اور اعضاء درست ہوجائیں تو انسان ان دو صفات کے ذریعے ولایت حاصل کرسکتا ہے. ولایت ان لوگوں کے طریقے میں نہیں جو رہبانیت اور اہل بدعت کے طریقے اختیار کرتے ہیں اور اللہ کی شرعیت میں ایسی بدعات ایجاد کرتے ہیں جن کا وجود اللہ کی شریعت میں نہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم اولیاء ہیں حالانکہ اللہ عزوجل کی ولایت جس میں عزت ہے وہ ان دو صفات کے ے مجموعہ میں ہے : ایمان اور تقوی. شیخ الإسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ نے اس آیت " سنو جو اللہ کے اولیاء ہیں ان کے لیے رنج وخوف نہیں جو ایمان لائے اور تقوی اختیار کیا

" (سورة یونس 63 - 64) کی روشنی میں فرمایا " جو مومن اور متقی ہو گا وہ ولی ہوگا (مجموع الفتاوی 224/2) اور شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول بالکل حق ہے کیوں کہ قرآن اسی پر دلالت کرتا ہے.

(وَلاَ يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ) یعنی جو اللہ تعالی کا دشمن ہے وہ عزت حاصل نہیں کرسکتا بلکہ اس کا حال ذلت , خسارے اور ناکامی ہے. اللہ تعالی نے فرمایا " جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں , تو اللہ تعالی خود ان کافروں کا دشمن ہے " (سورة البقرة 98). سب کافر ذلیل اور کمزور ہیں. اس لیے اگر مسلمانوں کے پاس اسلام , دین اور ولایت (اللہ سے دوستی) کی عزت ہوتی تو کافروں کی وہ حیثیت نہ ہوتی جس میں آج ہم انہیں دیکھ رہے ہیں. حتی کہ آج ہم انہیں آنکھ کے گوشہ سے دیکھتے ہیں , ہم انہیں اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہمارے لیے ذلت اور ان کے لیے عزت ہے , اس کی وجہ کہ افسوس اکثر مسلمانوں نے اپنے دین سے عزت حاصل نہیں کی نہ ہی دین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے بلکہ دنیا کی مادیت اور چمک دہمک کی طرف مائل ہوگے اسی وجہ سے ذلت میں مبتلا ہوگے نتیجۃ ان کے نفوس میں کافر زیادہ عزت والے ہیں. لیکن ہمارا ایمان ہے کہ کفار اللہ کے دشمن ہیں اور اللہ نے اپنے ہر دشمن کے لیے ذلت لکھ دی ہے. اللہ تعالی فرماتے ہیں " یقینا ذلیل ترین وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں " (سورة المجادلة 20) لہذا یہ خبر پکی ہے , پھر فرمایا " اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہوکر رہیں گے " (سورة المجادلة 21) تو جو بھی اللہ سے دشمنی رکھے گا وہ ذلیل

ہے اور ناممکن ہے کہ وہ عزت والا ہو سوائے ان لوگوں کی نظر میں جن کے نزدیک کافروں کے طریقے ہی میں عزت ہے , اور جس کی نظر میں عزت صرف اللہ عزوجل کی ولایت اور اس کے دین پر استقامت میں ہے وہ ان کافروں کو اللہ کی سب سے ذلیل مخلوق سمجھے گا.

(تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ)

" بڑی برکتوں والا ہے تو اے ہمارے رب اور تو بہت بلند و بالا ہے "

اس جملے میں دو باتوں پر اللہ تعالی کی تعریف کی گئی ہے, ایک (تبارکت) جس کا معنی بڑی برکتوں والا , تبارکت میں تا مبالغے کے لیے ہے کیوں کہ اللہ تعالی ہی برکتوں والا ہے اس طرح تبارکت کا معنی ہو اے اللہ تیری خیر و برکت بہت زیادہ ہے , بہت عام ہے اور تمام مخلوق کو شامل ہے کیونکہ جیسا ہم اس سے پہلے بتا چکے ہیں کہ برکت سے مراد وہ خیر ہے جو بہت زیادہ ہو اور دائمی ہو.

اور (ربنا) سے مراد اے ہمارے رب. اس طرح (ربنا) منادی ہے جس میں سے (یا) حرف نداء محذوف ہے.

(وَتَعَالَيْتَ) " ہمارے رب بہت بلند و بالا ہے " تجھے ذات کی بلندی بھی حاصل ہے اور صفات کی بلندي بھی. چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنی ذات کے اعتبار سے بھی بلند ہیں اور اپنی صفات کے اعتبار سے بھی. وہ اپنی ذات کے لحاظ سے تمام مخلوق کے اوپر بلند ہے, اور اسکا بلند ہونا اس کی ذاتی ازلی ابدی صفت ہے البتہ اس کا عرش پر استواء (بلند ہونا) اس کی فعلی صفات میں سے ہے جس کا

تعلق اللہ سبحانہ وتعالی کی مشیئت سے ہے. عرش تمام مخلوقات سے اعلی ہے اور اس پر اللہ عزوجل مستوی ہے یعنی اس (عرش) پر ایسا بلند ہے جیسا کہ اسکی شان عظمت و جلال کے لائق ہے. ہم اسکی نہ کیفیت بیان کرتے ہیں نہ اس کی کوئی مثال دیتے ہیں یہ صفت علو (بلندی) ایسی صفت ہے جس پر سلف صالحین کا اجماع ہے اور قرآن , سنت , عقل اور فطرت اس پر دلالت کرتے ہیں.

البتہ صفات کی بلندی تو اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی کی تمام صفتیں کامل اور عمدہ ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کی صفات میں نقص ہو.

دعاء قنوت میں اکثر ایک جملے کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جس کا اضافہ ہمارے ائمہ قنوت پڑھتے ہوئے کرتے ہیں, وہ ہے (هب المسئين منا للمحسنين) " نیک لوگوں کی وجہ سے گناہ گاروں کو معاف فرما دے " تو اس کا معنی کیا ہے ؟

اس بارے میں سب سے قریب قول یہ ہے کہ اس کا حکم شفاعت کا ہے. یعنی اس بڑے مجمع میں گناہ گار بھی ہیں اور نیک بھی تو گناہ گاروں کے لیے نیک لوگوں کی شفاعت قبول کر.

تم بحمدالله وتوفيقه وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه وأتباعه إلى يوم الدين.